

UNIVERSAL
LIBRARY

OU 188328

UNIVERSAL
LIBRARY

188328

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۸ Accession No. ۴۲۵۹

Author س-۲ محمد حسین

Title تذکرہ علماء

This book should be returned on or before the date last marked below.

۲۰۹

تذکرہ علما

بینی

ہندوستان کے چالیس مشاہیر علما کا تذکرہ

از

جناب شمس العلماء مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم

حسب فرمائش

پروفیسر آغا محمد طاہر بیاضت آزاد
راولپنڈی میں چھاپی گئی

دیباچہ

شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی کا لکھا ہوا ایک رسالہ ان کے پوتے آغا محمد طاہر نے مجھ کو دکھایا۔ جس میں بڑے بڑے نامور چالیس علمائے ہندوستان کا تذکرہ ہے۔

ان میں بعض شریعتی علماء ہیں بعض طریقت و شریعت کے جامع ہیں۔

اور بعض طبقہ امرا میں شمار کرنے کے قابل ہیں مثلاً فیضی وغیرہ۔

اکثر علماء کی تصنیفات کی فہرست بھی دی ہے جو بہت بڑا کام خیال کرنا چاہیے۔ لیکن بعض علماء کے ذکر میں یہ ضروری حصہ رہ گیا ہے مثلاً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی لاجواب تصانیف کا ذکر نہیں آیا۔

تمام بیانات مختصر ہیں۔ اور ان میں وہ خوبی نہیں پائی جاتی جو آزاد کی تحریر کا طرہ امتیاز ہے۔ یا تو یہ رسالہ جلدی میں لکھا گیا ہے اور یا اس کی تحریر میں مولانا کا جی نہیں لگا۔ یا ابتدائی مشق ہے۔ تاہم جس شخص نے اردو فارسی شعرا کے ایسے لاجواب تذکرے لکھے جو قیامت تک یادگار رہیں گے اس کی قلم سے علماء و شائخ کا ذکر خیر بھی اچھا معلوم ہو گا۔ اور اردو نواں لوگوں کی واقفیت میں اضافہ کریگا۔

اس تذکرہ میں ہر عقیدہ اور شرب کے علما کو جمع کیا گیا ہے اور اختلافی امور کو نمایاں کرنے سے احتیاط کی گئی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو ہر عقیدہ کا شخص پڑھ سکتا ہے۔

حسن نظامی

۳۰ مارچ ۱۹۲۲ء

تذکرہ علما

مسعود بن سعد بن سلمان لاہوری

ہمدان کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد سعد بن سلمان ہمدان سے ہندوستان میں آئے۔ اور لاہور کو وطن اختیار کیا۔ سلطان ابراہیم ان کے ساتھ اس طرح پیش آیا کہ وطن کو بھول لاہور ہی میں شادی کر لی۔ پھر تو صاحب عمل ہو گئے یہیں مسعود پیدا ہوئے۔ تحصیل علم میں اور فضلا کے شاگرد ہو کر فضیلت علمی حاصل کی۔ اور ایسا اعتبار پیدا کیا کہ سلطان نے بعض شہروں کی حکومت

عطا کی۔ یہ خود شاعر تھے اور شاعروں اور عالموں کے
بہت قدر دان تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد سیف الدین محمود
ابن سلطان ابراہیم کے مصاحب ہو گئے۔ ۴۷۲ھ
میں کسی نے سلطان کے پاس چغلی کھائی کہ سیف الدین
بھاگ کر ملک شاہ سلجوقی کے پاس بارادہ فساد جا یا
چاہتا ہے۔ پادشاہ نے اسی وقت قید کیا۔ ان کے اکثر
مصاحبوں میں سے کسی کو قید اور کسی کو قتل کیا۔ مولینا
مسعود کو بھی قلعہ نامی میں قید کیا۔ بیس برس تک قید رہے
اس عرصہ میں قرآن حفظ کیا اور نظم میں بہت کچھ تصنیف
کیا۔ اکثر نظمیں ان میں بہت پُر تاثیر تھیں۔ بادشاہ کے
پاس باسید غفو تصور بھیجا مگر قبول نہ ہوا۔ ان کے دیوان
تین زبانوں میں موجود تھے۔ اب فقط دیوان فارسی ملتا ہے
عربی ہندی منقود ہو گئے۔ وطواط نے حدائق السحر میں

لیکھا ہے کہ مسعود کے اکثر اشعار کلام جامع ہیں۔ خصوصاً وہ اشعار جو حالتِ قید میں کہے ہیں۔ اور اس راستہ میں عجم کے شاعروں میں سے کوئی اس کے لشکر کی گرد تک نہ پہنچا۔ نہ خوبی معانی میں نہ لطافتِ الفاظ میں +

مولانا حسن صنعانی لاہوری

اس عالم با معرفت کی جائے ولادت لاہور ہے۔ ان کے بزرگوں میں سے ایک شخص صنعان سے لاہور میں آرہے تھے اس واسطے ان کو صنعانی کہتے ہیں۔ محمود ابن سلیمان کفوی کتاب اعلام الاخبار میں لکھتے ہیں۔ کہ حسن ابن محمد ابن حسن ابن حیدر صنعانی عمر ابن خطاب خلیفہ ثانی کی نسل میں سے تھے۔ فقہ اور حدیث کے سوا اور علوم میں بھی دخل رکھتے تھے۔ یہ لاہور میں پندرھویں

صفر ۱۱۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے والد سے تحصیل
 علوم کر کے ۶۱۵ھ میں بغداد کو چلے گئے۔ جہاں ایک
 مدت تک رہ کر مختلف علوم میں کتابیں تصنیف کیں انکی
 ایک کتاب شوار دلغات میں ہے اور شرح القدوة السطیہ
 فی توشیح الدرہدیہ۔ اور کتاب الافتعال اور کتاب العروض
 اور کتاب مشارق الانوار بھی انہیں کی تصنیف سے ہیں
 حدیث میں مصباح الدجی اور الشمس المنیرہ شرح البخاری
 درة السحابہ اور اُس کی شرح اور کتاب الفرائض اور لغت
 میں کتاب عباب لکھنی شروع کی تھی مگر تمام نہ کرنے پائے
 تھے کہ ۶۵۷ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔ انہوں نے وصیت
 کی تھی کہ جو مجھ کو مکہ میں دفن کرے اُس کو پچاس دینار دے
 جائیں۔ حسب وصیت یہ اُسی سال مکہ میں دفن کئے گئے
 یہ ایک مدت تک مکہ معظمہ رہے تھے وہاں سے عراق

کی طرف چلے گئے تھے ۶۱۷ء میں بطریق سیر ہندوستان
 میں آئے۔ ۶۲۴ء میں واپس گئے پھر اسی طرح ہندوستان
 آئے اور ۶۳۷ء میں بغداد واپس گئے۔ انہوں نے مکہ
 اور عدن اور ہندوستان میں بہت سے علمائے حدیث
 کی سماعت کی۔

مولانا شمس الدین بکھری اودھی

ظہیر الدین بکری اور فرید الدین شافعی کے شاگرد تھے اور
 سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی دہلوی سے طریقہ چشتیہ
 اختیار کیا۔ یہ اپنے شیخ کے پاس دہلی میں رہنے لگے۔ اور
 درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ دارالخلافہ
 دہلی میں ریاست تدریس ان کو حاصل ہو گئی۔ اور شیخ
 نظام الدین کی وفات کے چند سال بعد انتقال کر گئے۔

مولانا شیخ حمید الدین دہلوی

یہ اکثر تدریس میں مشغول رہے۔ آخر ۶۴ھ میں دارلقا کی طرف رحلت گزریں ہوئے۔ انکی ہدایہ پر ایک شرح اینق ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ شرح مزوج اور لطیف ہے الحمد للہ کہ ہجو اس کتاب کی آخر تک خدمت میسر ہوئی۔ علامہ ابن کمل کہتے ہیں کہ یہ شرح جلیل تمام شروح کا خلاصہ مگر ایجاز کی جگہ اطناب کیا ہے اور اطناب کی جگہ ایجاز۔ اسی واسطے اس پر اعتراضات وارد ہوئے ہیں۔ کیونکہ کلام کا سلسلہ بے جوڑ ہو گیا۔ اسی وجہ سے علماء اور فضلا کی نظر سے گر گئی۔ پھر کشف الظنون علامہ ابن کمل کہتے ہیں کہ یہ اگرچہ فرید عصر اور وجید تھے لیکن تحقیق سے دُور تھے اور اکثر مصنفات میں طریق جدل اختیار کیا خصوصاً

شرح ہدایہ میں یہاں تک پہنچ گئے کہ بڑے بڑے متکلمین
کو عوام جاہلین اور بڑے بڑے مشائخ اور مجتہدین کو عام
مقلدین میں سے بنا دیا۔

قاضی عبدالمتقدر ابن قاضی کن الدین

الشیرجی الکندی الدہلوی

یہ عالم با معرفت ایام طالب علمی میں ہی شیخ نصیر الدین
محمود اودی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر مباحث علمیہ کرتے
تھے۔ شیخ بھی انکے مباحث کو پسند فرما کر تحصیل علوم میں
ترغیب دیتے تھے۔ پھر انہوں نے شیخ سے بیعت کر کے
طریقہ چشتیہ اختیار کیا۔ شیخ نصیر الدین محمود اور ان کے اکثر
خلفا پابند شریعت تھے اور تدریس علوم میں مشغول رہتے

تھے شیخ مذکور کا مقولہ تھا کہ ایک مسئلہ شرعیہ میں فکر غرور اور
ریاکی ملی ہوئی ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود
چراغ دہلی نے اٹھارھویں ماہ رمضان کو ۱۷۵۷ھ میں
انتقال کیا۔ دہلی میں مدفون ہوئے یہ شیخ نظام الدین بدادنی
دہلوی کے صاحب سجادہ تھے۔ قاضی عبدالمقتدر نے
چھبیسویں محرم ۱۷۹۱ھ کو اٹھاسی برس کی عمر میں وفات
پائی۔ دہلی میں حوض شمس کے قریب مدفون ہیں۔

مولانا معین الدین عمرانی دہلوی

یہ بڑے فاضل جلیل اور مدرس نبیل تھے۔ ان کو
سلطان محمد ابن تغلق شاہ والٹے ہند نے بہت سے
تحفہ تحائف دے کر قاضی عضد الایچی کے پاس شیراز
بھیجا تھا کہ ان کو ہندوستان لے آئیں۔ سلطان ابواسحاق

نے اُن کو نہ آنے دیا۔ جب یہ اُس ملک میں پہنچے اور انکے فضائل اور کمال کا حال وہاں کے لوگوں پر منکشف ہوا تو سلطان ابواسحاق اور وہاں کے علمائے ان کی بہت عزت اور توقیر کی۔ کنز حسامی اور مفتاح العلوم کے حاشیہ ان کی تصانیف میں سے ہیں۔

مولانا احمد تھانیسری

یہ باوجود کمال علم کے شاعر بھی تھے۔ اس پر شیخ نصیر الدین اودمی دہلوی (چراغِ دہلی) کے مرید ہوئے۔ امیر تیمور نے جب دہلی کو فتح کیا تو ان کے فضائل و کمالات کا حال سُن کر اُن سے ملاقات کی اور اپنی صحبت میں رکھ لیا لیکن جب امیر تیمور ہندوستان سے روم کو گیا تو یہ ہندوستان میں ہی رہ گئے۔ پھر دہلی کی بے رونقی دیکھ کر کالپی چلے

گئے اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ انتقال کیا اور قلعہ میں مدفون ہوئے۔

قاضی شہاب الدین بن شمس الدین

بن عمر الزوالی الدولت آبادی

یہ دولت آباد دہلی میں پیدا ہوئے۔ قاضی عبدالمقتدر دہلوی اور خواجگی دہلوی سے علم حاصل کیا کہ اپنے تمام اقرا و امثال سے فوقیت لے گئے۔ ان کے حق میں قاضی عبدالمقتدر کہتے ہیں۔ کہ یہ طالب علموں سے میرے پاس ایسا طالع علم آیا کہ جس کی جلد بھی علم ہے اور گوشت بھی علم ہے۔ اور ہڈی بھی علم ہے۔ جبکہ تیمور دہلی کی طرف چلا تو خواجگی اُسکے پہنچنے سے پہلے دہلی سے کاپسی کو چلے گئے قاضی بھی انکے

ہمراہ چلے آئے تھے خواجگی تو کاپی میں ٹھہر گئے اور قاضی
 جونپور کو چلے گئے۔ سلطان ابراہیم شرقی والے جونپور نے
 انکے آنے کو غنیمت سمجھ کر ان کی بڑی عزت کی ملک العلماء
 کا خطاب عطا فرمایا۔ انہوں نے تصنیف و تالیف کا
 سلسلہ ہلایا۔ نایاب کتابیں لکھیں ان میں فارسی میں تفسیر
 کلام مجید ہے اور کافیہ کے حاشیہ ارشاد نحو میں ایک متن
 ہے اس میں یہ التزام کیا ہے کہ تعریف ہی کے ضمن میں
 مثالیں بھی دی ہیں۔ بدایع المیزان فن بلاغت میں ایک متن
 ہے۔ اور شرح بزودی اصول فقہ میں بحث امر تک۔ اور
 قصیدہ بانٹ سعاد کی ایک شرح بسیط ہے۔ فارسی میں
 ایک رسالہ تقسیم علوم اور اسی عبارت میں مناقب السادات
 وغیرہ۔ یہ پچیسویں ماہ رجب ۸۲۹ھ کو اس دارفانی سے
 رحلت گزیر ہوئے۔ اور جونپور میں سلطان ابراہیم شرقی کی

مسجد کے جنوبی جانب میں مدفون ہوئے۔

مولانا شیخ علی ابن شیخ احمد مہامی

قریش میں ایک فرقہ نائتہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے اکثر آدمی کے سیاسی دباؤ میں آکر مدینہ منورہ سے حجاج ابن یوسف کے خوف سے بھاگ کر ساحل بحر ہند پر آ رہے تھے۔ شیخ اسی میں پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ کو حاصل کر کے کمال تک پہنچایا۔ یہ توحید و جود کی قائل اور محی الدین عزنی کے پیرو تھے۔ ماہ جمادی الاول ۸۳۵ھ میں ان کا انتقال ہو گیا مہائم میں مدفون ہوئے۔ لوگ انکی زیارت کرتے ہیں۔ ان کی تصنیفات میں یہ کتابیں تفسیر رحمانی۔ زوارف شرح عوارف المعارف۔ شرح و ضوض احکم شرح لصوص شیخ صدر الدین قونفری۔ ادتہ التوحید۔ رسالہ

عجیبہ اعراب الم وغیرہ کے تخریج اعراب میں۔

مولانا شیخ سعد الدین خیر آبادی

ان کے والد شہر خیر آباد کے قاضی تھے انکو چھوٹا سا چھوڑ کر مر گئے جب یہ مکتب میں بیٹھے پہلے قرآن شریف شروع کیا ہر روز اپنا سبق یاد کر لیتے تھے اور رات کو ہزار مرتبہ کہہ کر حفظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح تمام قرآن حفظ کر لیا۔ یہ شیخ اعظم لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ سلوک میں انہوں نے شیخ مینا لکھنوی کا طریقہ اختیار کیا۔ انکی وفات کے بعد یہ لکھنوی میں چند روز تک مقیم رہے۔ ایک دن خواب میں ان کے شیخ نے کہا کہ خیر آباد چلے جاؤ حسب ارشاد یہ خیر آباد جا رہے۔ وہاں درس و تدریس میں مشغول ہوئے انہوں نے کئی کتابوں کی شرح لکھی ان

میں سے شرح بزدوی شرح حسامی شرح رجانیہ شرح مصباح ہے۔ رسالہ مکبہ کی شرح میں اپنے شیخ کے اکثر حالات اور مقولات بیان کئے ہیں۔ یہ مرتے دم تک اپنے شیخ کے طریقہ پر رہے مزار ان کا خیر آباد میں ہے۔

مولانا عبداللہ ابن المدد العثماني التلمیذی

انکو معقول و منقول اور فروع و اصول میں کمال حاصل تھا مدت دراز تک اپنے وطن میں درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب اس شہر میں فتنہ و فساد برپا ہوا تو وہاں سے ہجرت کر آئے اور سلطان سکندر لودی کی خدمت میں پہنچ کر بہت آبرو حاصل کی پھر درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ یہ ۹۲۲ھ میں رہ سپار ملک عدم ہوئے۔ تاریخ ہونی اولئک ہم الدرجات العلی قبران کی دہلی میں ہے

اور میزان المنطق کی شرح ان کی مولفات میں سے ہے۔

مولینا المداد جو نپوری

یہ عبداللہ تلبنی کے شاگرد ہیں۔ اور راجی حامد شہ ماہی پوری سے انہوں نے طریقہ حاصل کیا۔ تمام عمر حواشی اور شرح اور شرح الشرح لکھنے میں صرف کی۔ شرح ہدایہ کئی جلدوں میں اور شرح بزدومی اور حواشی۔ حواشی ہندیہ پر اور حاشیہ تفسیر مدارک پر ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

مولانا شیخ علی متقی

ان کے ابا و اجداد جو نپور کے رہنے والے تھے۔ کسی وجہ سے برہانپور میں چلے آئے تھے۔ یہ وہیں پیدا ہوئے جو ان ہو کر حسام الدین متانی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ پھر

۹۵۳ء میں حرمین شریفین کی طرف سفر کیا۔ اور شیخ ابوالحسن بکری سے پڑھنے لگے تحصیل علم کے بعد مکہ معظمہ میں توطن اختیار کیا اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ اس سلسلہ میں سیوطی کی جمع الجوامع کو مرتب کیا۔ شیخ ابوالحسن بکری کہتا تھا کہ سیوطی کا احسان تمام عالم پر ہے۔ اور متقی کا احسان سیوطی پر ان کی فارسی عربی کی تصنیفات سو سے زیادہ ہیں شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ پہلے تو انکے استاد تھے۔ پھر انکے شاگرد ہوئے۔ یہ دوسری جمادی الاول ۹۷۵ء میں مر گئے۔ قفی نجفہ تاریخ وفات ہوئی۔ مرتے وقت انہوں نے یہ وصیت لکھی تھی:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ فقیر الی اللہ علی ابن حسام الدین متقی کے دنیا سے کوچ کرنے اور آخرت میں پہنچنے کے

دن یہ وصیت ہے کہ اس فقیر کو حالت طفولیت میں والد نے شیخ باجن کا مرید بنا دیا تھا۔ اور ان کا طریقہ سماع اور صفا اور وجد اور بے قراری کا تھا۔ جب بالغ ہوا تو اپنے والد کی موافقت اور اس قول کے مطابق کہ لڑکا بالغ ہو کر چاہے اسی کو شیخ بنا لے جس کا مرید بنایا گیا یا کسی اور کو مگر میں نے انہیں کو اپنا شیخ اختیار کیا۔ جب والد اور شیخ دونوں مر گئے تو شیخ عبدالحکیم ابن شیخ باجن سے مشائخِ چشت کا طریقہ اختیار کیا۔ پھر میں ایسے شیخ کا مشتاق ہوا جو حیاتِ طریقہ حقہ کے لئے کافی ہو۔ پس ملتان جا کر شیخ حسام الدین متقی کی صحبت میں مدت تک رہا پھر صرہین شریفین کی طرف چلا گیا اور شیخ ابوالحسن بکری سے طریقہ قادریہ اور شاذلیہ اور مدنیہ اختیار کیا اور یہی طریقے محمد ابن محمد سخاوی سے بھی اختیار کئے۔

شیخ محمد طاہر فتنیؒ

انکو حدیث میں اچھا دخل تھا۔ پہلے علماء گجرات سے کچھ حاصل کیا پھر حرمین شریفین کی طرف چلے گئے اور وہاں کے مشائخ میں سے شیخ علی سے خاصکر بہت کچھ حاصل کیا۔ پھر اپنے وطن میں آکر حسب وصیت اپنے شیخ کی تالیف اور تصنیف میں مشغول ہوئے۔ مجمع البحار غریب حدیث میں اور مغنی اسماء الرجال میں اور تذکرۃ الموضوعات انکے تالیفات میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے شیخ کی طرح بوروں کے دفع کرنے کی جو سید محمد جونپوری کے تابع تھے جس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا کوشش اور قسم کھائی کہ جب تک انکو دفع نہ کروں گا عمامہ سر پر نہ رکھوں گا۔ جب اکبر بادشاہ نے ۹۸۰ھ میں گجرات کو

فتح کیا اور شیخ سے ملاقات کی تو اپنے ہاتھ سے اُس کے سر پر عمامہ باندھا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ارادے کو پورا کریں گے اور مرزا عزیز کو کہہ دو وہاں کی حکومت دی اس نے حتی المقدور اُن کے دفع کرنے میں سعی کی۔ جب یہ معزول ہوا اور اس کی جگہ خان اعظم عبدالرحیم خانخانان وہاں کا والی ہوا تو اس کی شیعہ ہونے کی وجہ سے بوروں نے پھر قوت پائی۔ شیخ نے پھر عمامہ سر سے پھینک دیا اور بادشاہ کی طرف چلا جب اوجین میں پہنچا تو فرقہ مہدیہ کے چند لوگوں نے ۱۷۸۶ء میں ان کا کام تمام کیا ان کو فتن میں ان کے اسلاف کی مقابر میں لا کر دفن کیا۔ شیخ عبدالقادر ابن شیخ ابی بکر مفتی مکہ معظمہ ان کے پوتے ہیں۔ انکو اور علوم کے علاوہ فقہ میں بہت دخل تھا۔ فتاویٰ چار جلدوں میں۔ اور مجموعہ المنشآت انکی تالیف ہے ۱۱۳۸ھ میں انکا انتقال ہوا

شیخ وجیہ الدین علمی گجراتی

یہ ماہ محرم ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے ان کا مولد چابانیر ہے وہیں پرورش پائی پھر گجرات چلے گئے اور ملاعماد طارمی سے علم حاصل کیا۔ شیخ قاضی سے طریقہ لیا۔ ۱۹۹۱ء اتوار کے دن انیسویں صفر کو یہ انتقال کر گئے۔ گجرات میں مدفون ہوئے۔ ہم جنات الفردوس نزلات تاریخ وفات ہوئی۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ شرح منجہ اصول حدیث میں۔ حاشیہ عضدی۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ بزدوی۔ حاشیہ ہدایہ۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ مختصر۔ حاشیہ شرح تجرید حاشیہ اصفہانی۔ حاشیہ شرح العقاید تفتازانی۔ حاشیہ قدیمہ محقق دوانی۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ شرح حکمت العین حاشیہ شرح المقاصد۔ حاشیہ شمیمہ۔ حاشیہ شرح چمنینی۔ شرح

تحفہ شاہیہ۔ شرح رسالہ ملا علی قوشچی فارسی میں۔ حاشیہ
 فوائد ضیائیہ۔ شرح ارشادِ نحو میں۔ شرح ابیات منہل
 شرح جامِ جہاں نما تصوف میں۔ شرح رسالہ کلیدِ مخازن
 حقیقتِ محمدیہ میں ان کی تصنیفات سے ہیں۔

ملک الشعراء شیخ ابوالفضل فضلی

یہ بہت بڑے عالم اور بے نظیر شاعر تھے۔ ۹۵۴ھ
 میں اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد شیخ
 مبارک صاحب تفسیر منہج عیون سے علم حاصل کیا۔
 اور چودہ ہی برس کے سن میں تمام علوم عربیہ اور حکمت
 میں مہارت پیدا کی جب اکبر بادشاہ نے ان کے کمال
 کا شہرہ سنا۔ تو ۹۷۴ھ میں ایک فرمان انکے طلب
 میں بھیجا۔ جب یہ بادشاہ کے پاس پہنچے۔ تو ان کو اپنے

مقربین اور مصاحبوں میں داخل کیا۔ اس پر ملک الشعرا
 کا لقب اور زیادہ فرمایا۔ بادشاہ کی تعریف میں ان کے
 فارسی قصائد بہت بڑے بڑے ہیں۔ گل فارسی دیوان
 کے اشعار پندرہ ہزار ہیں۔ موارد الکلم علم اخلاق میں
 بے نقط عربی عبارت میں ایک رسالہ ان کی تصنیف
 سے ہے۔ فارسی میں لیل اوتی کا ترجمہ کیا۔ اور سواطع الالہام
 تفسیر قرآن کو بے نقط دو برس میں لکھ کر سن۱۱۰۰ ہجری
 میں تمام کیا سورہٴ اخلاص امیر حیدر معانی کا شانی نے
 اس کی تاریخ تمام نکالی شیخ فیضی نے اس کے صلہ
 میں دس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

سید صبغۃ اللہ بروجی

انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے تحصیل علم کی

پھر انہیں سے طریقہ اختیار کیا۔ کچھ مدت تک حسب ارشاد شیخ درس و تدریس میں مشغول ہوئے پھر حرمین شریفین کی طرف چلے گئے۔ جب لوٹ کر آئے تو ۹۹۹ھ میں مالوہ کی طرف چلے گئے۔ یہاں سے زیارت نبوی کے شوق میں احمد نگر کی طرف گئے وہاں کے حکم برہان الدین کی وجہ سے ایک سال تک ٹھہرنا پڑا پھر حرمین شریفین جانے کے ارادے سے بیجا پور پہنچے ابراہیم سلطان نے ان کی عزت کی اور اسباب سفر عیا کر کے خاص سلطانی جہاز میں سواری کا حکم دیا۔ مع متعلقین اماکن مقدسہ میں پہنچے اور کوہ احد میں سکونت اختیار کی رسالہ جواہر خمسہ کا عربی میں ترجمہ کیا ان کے شاگرد شیخ احمد شادمی نے اس پر حاشیہ لکھا شیخ محمد عقیلہ ملی نے اپنی کتاب لسان الزمان میں ان کا حال اس طرح

لاکھا ہے۔ کہ سید صبغۃ اللہ ابن روح اللہ حسینی طریقہ شکاریہ کے شیخ المشائخ ہیں۔ انہوں نے طریقہ شکاریہ سید وجید الدین سے اختیار کیا اور انہوں نے محمد غوث صاحب جو اہر خمسہ سے۔ ان سے اکثر لوگوں نے مثل سید میر اور سید السعد بلخی اور شیخ احمد شنادی کے فائدہ اٹھایا۔ کتاب الوحدت اور رسالہ ارأۃ الدقایق فی شرح مرآة الحقائق۔ اور مالایسع ترکہ للمرید کل یوم من سنن القوم۔ ان کی تصنیفات سے ہیں ۱۰۱۵ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد ابن شیخ عبدالاحد فاروقی ہرہندی

یہ ماہ صفر ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ صغیر ہی میں قرآن حفظ کیا ابتدا میں اپنے والد سے پڑھتے رہے۔

پھر سیالکوٹ جا کر کمال الدین کشمیری سے معقول پڑھا اور یعقوب کشمیری سے حدیث پڑھی۔ شیخ عبدالرحمن سے کتب تفسیر اور صحاح ستہ وغیرہ کا اجازہ حاصل کیا۔ سترہ برس کے سن میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ اور کئی رسالہ عربی فارسی تصنیف کئے۔ پھر سرہند سے دلی چلے گئے۔ اور خواجہ عبدالباقی سے طریقہ نقشبندیہ لیا۔ اور طریقہ چشتیہ اپنے والد سے لیا تھا۔ پھر طریقہ قادریہ شیخ سکندر سے لیا۔ خواجہ عبدالباقی نے ان کی بہت تعریف لکھی ہے۔ چنانچہ جب یہ اول ہی اول اُن کے پاس پہنچے ہیں۔ تو اُن کی تعریف میں ایک شخص کو لکھتے ہیں شیخ احمد سرہندی ایک عالم باعمل ہے فقیر اس کے ساتھ چند روز بیٹھا ہے اور بہت سے عجائبات اس کی اوقات میں دیکھے

ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک علم کا سورج ہوگا کہ تمام عالم اس سے منور ہو جائیگا۔ پھر لوگوں کی تعلیم و تلقین میں مصروف ہوئے اور ان کا نام روم و شام تک مشہور ہو گیا۔ ان کے فارسی مکتوبات تین جلدوں میں ہیں۔ جو ان کے تبصر پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کو شاہجہاں نے تین برس تک حصول برکت کی نیت سے قید رکھا۔ بعد تین برس کے اس شرط پر کہ لشکر میں رہیں چھوڑ دیا۔ چند روز لشکر میں رہے۔ اور پھر مرخص ہو کر سرہند چلے آئے اور اٹھائیسویں صفر ۱۰۳۴ھ کو سرہند میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ رفیع المراتب تاریخ وفات ہوئی۔

ملا عصمتہ اللہ سہارنپوری

یہ مشہور عالموں سے تھے مگر آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اکثر عمر درس و تدریس میں صرف کی فوائد ضیائیہ پر ایک حاشیہ لکھا ۹۳۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبدالحق دہلوی

یہ ہندوستان میں بہت مشہور عالموں میں سے ہیں۔ ان کے قبہ مزار کی لوح پر یہ لکھا ہے۔ کہ یہ جب سے سن شعور کو پہنچے۔ طاعت حق اور طلب علم کے لئے کمر باندھی۔ اور شروع بلوغ ہی میں اکثر علوم دینیہ حاصل کر لئے بائیسویں برس ہی تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے کلام الہی حفظ کر لیا۔ اور مسند افادرت پر جلوہ کیا

عنفوانِ شباب ہی میں ان کو جذبہ الہیہ نے کھینچ لیا۔
 پس قطع تعلق کر کے حرمینِ محترمین کی طرف چلے گئے۔ اور
 مدت تک وہاں اقطابِ زمان اور اولیاءِ کبار کی صحبت
 میں رہے۔ وہاں سے گراں بہا امانتِ رخصت ارشاد
 لے کر اور فنِ حدیث میں کامل ہو کر بڑی برکتوں سے
 وطنِ مالوف کی طرف پھرے۔ اور بادن برس تک
 بحجمیتِ ظاہر و باطن تکمیلِ اولاد و طالبانِ علم میں مصروف
 رہے۔ ہمیشہ علم کے پھیلانے میں ساعی رہے خصوصاً
 علمِ حدیث میں ان کو ایسی دستگاہ حاصل ہوئی۔ کہ
 اس علم کے علماء سابقین و لاحقین کو میسر نہ ہوئی انکی
 تصنیفات اکثر علوم میں ہیں خصوصاً علمِ حدیث میں
 بہت معتبر کتابیں ہیں کہ علماء نے اپنا دستور العمل بنایا
 انکی مصنفات صغیر و کبیر سو جلدوں میں ہے۔ یہ محرم

۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۵۲ھ میں انتقال کر گئے۔ یہ ۹۸۵ھ میں شیخ موسیٰ قادری کے پاس گئے اور ان سے طریقہ قادریہ لیا۔ اور جب مکہ گئے تھے تو شیخ عبدالوہاب سے کتب حدیث کا اجازہ بھی لیا تھا۔

شیخ نورالحق ابن شیخ عبدالحق دہلوی

یہ اپنے باپ کے شاگرد ہیں۔ شاہجہان نے انکو اکبر آباد کی قضا پر مقرر کر دیا تھا بڑی متانت سے انہوں نے کارگزاری کی۔ انکی تصنیفات کثیر ہیں صحیحہ بخاری فارسی ترجمہ بھی ہے۔ یہ نوے برس کی عمر میں ۱۰۷۳ھ کو انتقال کر گئے۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

ملا محمود فاروقی جون پوری

یہ بڑے زبردست عالم تھے خصوصاً معقولات میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے یہ اپنے دادا شاہ محمد کے جو ۱۰۳۲ھ میں فوت ہوئے اور شیخ محمد افضل جونپوری کے کہ علماء کالمین میں سے تھے شاگرد تھے انہیں شیخ محمد افضل کے تمام شاگردوں میں انکو بہت امتیاز حاصل تھا۔ سترہ برس ہی کے سن میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے تھے۔ پھر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ شمس بازغہ اور قاضی عضد الدین ابھی کی فوائد غیاثیہ پر جو علم معانی میں ایک کتاب ہے شرح لکھی اور فوائد شرح فوائد نام رکھا۔ اس پر ایک حاشیہ بھی لکھا۔ ان سے تمام عمر میں کوئی قول ایسا صادر

نہیں ہوا کہ پھر اُس سے رجوع کیا ہو۔ جب کوئی
 سوال کرتا تھا۔ تو اگر دُکھی ہوتی تھی تو جواب دیتے
 تھے ورنہ کہتے تھے کہ اس وقت دل برداشتہ
 ہے۔ انکے شاگرد مولف صبح صادق نے لکھا ہے
 کہ یہ تحصیل علم کر کے جو نہ پورے اکبر آباد چلے گئے اور
 آصف خاں سے ملے میں اکبر آباد ہی میں انکی خدمت
 میں پہنچا۔ پھر جو نہ پورہ آکر درس و تدریس میں مشغول ہوئے
 اور ۱۰۶۲ھ میں ربيع الاول کو انتقال کر گئے۔ شیخ
 محمد افضل انکے اُستاد زندہ تھے اس موت کا اُن کو
 بہت صدمہ ہوا اور چالیس روز تک بالکل نہ ہنسے
 اور چالیسویں دن اپنے شاگرد سے جا ملے +

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی

یہ ملا کمال الدین کشمیری کے شاگرد تھے تھوڑی ہی مدت میں یہ پایہ کمال کو پہنچ گئے۔ شاہ جہانگیر کے عہد میں اپنے شہر میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ جب شاہ جہان بادشاہ ہوا تو کئی مرتبہ یہ اسکے پاس گئے اُس نے ان کی بہت عزت کی اور دو مرتبہ روپوں کے برابر تلو اکرا نکو وہ روپیہ دیدیا جسکی مقدار ہر دفعہ کی چھ ہزار ہوتی ہے۔ اور بہت سے گاؤں بھی انکو عطا کئے کہ یہ بفر اغت مال و فراخی حال تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے اور عمدہ عمدہ کتابیں لکھیں یہاں تک کہ اٹھارھویں ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو انتقال کر گئے اور سیالکوٹ میں مدفون ہوئے۔

حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیہ مطول
 حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ شرح عقائد تفتازانی۔ حاشیہ
 شرح عقاید دوانی۔ حاشیہ حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح شمسۃ
 حاشیہ حاشیہ عبد الغفور۔ حاشیہ شرح مطالع۔ رسالہ درہ
 تمینہ اثبات واجب میں۔ شرح حکمتہ العین کے حاشیوں
 پر حاشیہ۔ شرح ہدایہ الحکمتہ کے حاشیوں پر حاشیہ۔
 مراح الارواح کے حاشیوں پر حاشیہ۔ ان کی تصنیف
 سے ہیں۔

شیخ عبدالرشید جونپوری ملقب شمس الحق

یہ شیخ فضل اللہ جونپوری کے شاگرد تھے۔ اور اپنے
 والد شیخ مصطفیٰ سے طریقہ اختیار کیا تھا۔ ابتدا میں
 درس و تدریس میں مشغول رہے پھر کتب حقایق کا

مطالعہ کرنا شروع۔ خصوصاً محی الدین عربی کی کتابوں کو بہت دیکھتے تھے۔ اور اُن کے اکثر کلمات کی تاویل کی۔ یہ امراء اور اغنیا کی صحبت سے احتراز کرتے تھے۔ شاہجہان نے انکے اوصاف سُن کر ان کو طلب کیا مگر یہ نہ آئے یہاں تک کہ ۱۰۸۳ھ میں انتقال کر گئے۔ رشیدیہ فنِ مناظرہ میں۔ زاد السالکین شرح اسرار اطلومت ابن عربی۔ رسالہ المحکوم المربوط ابن عربی کے بعض کلام کا ترجمہ۔ شرح مختصر عضدی پر حواشی متفرقہ کافیہ پر حواشی فارسی مقصود الطالبین اوراد و ظائف میں۔ دیوان فارسی انکی تصنیفات میں سے ہیں۔

میر محمد زاہد ابن قاضی محمد سلم ہروی کابلی

یہ ہندوستان میں پیدا ہوئے اور یہیں تربیت

پائی۔ اپنے والد اور دیگر علماء سے علم حاصل کیا۔ تکمیل علم کر کے شاہجہان کی طرف سے ۱۰۶۲ھ سے کابل میں وقایع نگاری کا کام مدت تک کرتے رہے۔ عالمگیر کے زمانے میں بھی کچھ مدت تک یہ کام کیا۔ پھر ۱۰۶۵ھ اُس کے لشکر کے محتسب مقرر ہوئے۔ پھر بادشاہ سے صدارت کابل حاصل کر کے کابل چلے آئے اور درس و تدریس و تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے ۱۰۸۰ھ میں ان کا انتقال ہوا کابل ہی میں مدفون ہوئے۔ حاشیہ شرح مواقف۔ اور حاشیہ شرح تہذیب دوانی۔ حاشیہ رسالہ قطبۃ قطب الدین رازی۔ اور حاشیہ شرح ہیاکل انکی تصنیف ہے۔ انکے باپ قاضی محمد اسلم بہرات میں پیدا ہوئے اور کابل میں رہنا اختیار کیا۔ لاہور میں طلب علم کے لئے آئے اور شیخ بہلول سے پڑھنا

شروع کیا بعد تکمیل تحصیل کے جہانگیر کے پاس اکبر آباد پہنچے جہانگیر نے ان کی بہت عزت کی کیونکہ کلاں محدث اُستاد بادشاہ کے قریبیوں میں سے تھے۔ جہانگیر نے انکو منصب عطا کیا اور کابل کا قاضی بنا دیا۔ مدت تک وہاں رہے۔ پھر بادشاہی لشکر کے قاضی ہوئے جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو انکو منصب قضا پر مقرر رکھا اور منصب ہزاری عنایت کیا۔ تیس برس تک نہایت دیانت داری سے اس منصب پر کام کرتے رہے یہاں تک کہ بادشاہ نے ان کو روپوں کے برابر تلوا یا اور انہیں کو وہ روپیہ بھی عطا کئے جن کی مقدار چھ ہزار پانسو روپیہ تھی۔ پھر یہ رخصت ہو کر کابل چلے گئے بادشاہ نے دس ہزار روپیہ سالانہ علاوہ جاگیر مقررہ کے مقرر کر دیا ۱۰۶۱ھ میں انتقال کیا اور لاہور میں مدفون ہوئے

مُلا قُطُب الدین شہید سہالوی

یہ شیخ انصاری ہیں۔ اور مُلا دانیال جو راسی سے جو مُلا عبد السلام دیوی کے شاگرد ہیں اور قاضی کا سی سے جو شیخ محب اللہ الہ آبادی کے شاگرد ہیں علم حاصل کیا۔ یہ معقول اور منقول میں کامل دخل رکھتے تھے تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اکثر علماء ہند کی شاگردی کا سلسلہ انہیں کی طرف منسبت ہوتا ہے۔ سہالی کے انصاریوں اور عثمانیوں میں کچھ تکرار تھا۔ ایک رات سن ۱۱۰۰ھ کو عثمانی انکے گھر پر چڑھ آئے۔ مُلا کو قتل کر کے گھر جلا دیا۔ انکا ایک حاشیہ شرح عقائد علامہ دوانی پر تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔

مولوی قطب الدین شمس آبادی

اصل میں یہ امیتی کے رہنے والے تھے۔ پھر شمس آباد وطن اختیار کیا۔ ابتدا میں مختلف علماء سے کسب علوم کرتے رہے پھر تلاً قطب الدین سہالوی کے شاگرد ہوئے۔ اور فاتحہ الفراع انہیں کے پاس پڑھی۔ یہ آخر عمر تک شمس آباد میں درس دیتے رہے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۱۲۱ھ کو وفات پائی۔

قاضی محب اللہ بہاری

مولدان کا گرا ہے۔ جو مضافات بہار سے ہے۔ عنفوان شباب میں کتب درسیہ مختلف مقامات پر

پڑھیں۔ پھر مولوی قطب الدین شمس آبادی کی خدمت میں ہینچر تحصیل کو تکمیل پر پہنچایا۔ بعد تکمیل دکن کی طرف کوچ کیا۔ اور شاہ عالمگیر سے لکھنؤ کی قضاء حاصل کی۔ چند روز کے بعد معزول ہو گئے۔ اور پھر دکن جا کر حیدرآباد کے قاضی ہوئے۔ پھر عالمگیر ان پر خفا ہوا اور معزول کر دیا۔ بعد چند روز کے ان کا قصور معاف کیا اور اپنے پوتے شہزادہ رفیع القدر کا اتالیق مقرر کر دیا۔ یہ شہزادہ رفیع القدر کے ساتھ کابل چلے گئے۔ جب عالمگیر مر گیا۔ اور شاہ عالم اول بادشاہ ہوا تو اُس نے تمام ہندوستان کی صدارت انکو دی اور فاضلخان کا خطاب ۱۱۹ھ میں عنایت فرمایا۔ اسی سنہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ سلم العلوم اور مسلم الثبوت۔ اور رسالہ جو ہر فرد

ان کی تصنیفات میں ہیں۔

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بناری

اول انہوں نے کلام الہی حفظ کیا۔ پھر معقول و منقول کامل اُستادوں سے حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات میں سے مفسر اصول فقہ میں اور اُس کی شرح محکم الاصول ہے۔ تفسیر بیضاوی اور عضدی۔ تلویح اور حاشیہ قدیمہ شرح مواقف اور حکمتہ العین اور شرح عقائد علامہ۔ دوانی اور رشیدیہ پر حواشی ہیں۔ میر باقر داماد استرآبادی اور ملا محمود جو نپوری میں مسئلہ حدود دہری پر محاکمہ کیا ہے یہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر ممتاز تھے۔ اور قاضی محب اللہ بہاری سے اکثر انکے مباحث علمیہ رہتے تھے ۳۳ھ

کو بنارس میں انتقال کیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

شیخ غلام نقشبند ابن شیخ عطاء اللہ لکھنوی

ابتدا میں یہ میر محمد شفیع دہلوی سے پڑھتے رہے
 پھر شیخ پیر محمد لکھنوی سے فاضلہ الفراع پڑھی۔ شیخ
 پیر محمد کے مرنے کے بعد انکو میر محمد شفیع نے شیخ
 پیر محمد کے سجادہ پر بٹھایا اور مبارکباد دی جو علما اور
 روساء تھے انہوں نے بھی مبارکباد کی۔ ان کے
 سجادہ نشین ہو کر تعلیم میں مشغول ہوئے اکثر علماء
 ہند کا سلسلہ تلمذ انہیں کی طرف منتہی ہوتا ہے۔
 شاہ عالم نے بھی ان سے ملاقات کی اور نہایت
 تعظیم سے پیش آیا۔ یہ آخر جب ۱۱۲۶ھ میں انتقال
 کر گئے اور لکھنوی میں مدفون ہوئے انکی مصنفات

یہ ہیں۔ تفسیر ربیع قرآن۔ اور تفسیر بعض سورتوں کی
 اور فرقان الانوار۔ اور لامعہ عرشہ وحدت وجود کے
 مسئلہ میں۔ اور شرح قصید خرزجیہ عروض میں۔

شیخ احمد معروف بجلا جیون صدیقی امیتی

انہوں نے علما پورب سے علم حاصل کیا۔ اور
 ملا لطف اللہ۔ کوری سے کتب درسیہ تمام کیں۔
 پھر عالمگیر کے پاس پہنچے اُس نے انکی بہت توقیر کی اور
 انہیں سے پڑھنا شروع کیا۔ شاہ عالم وغیرہ بھی
 ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ یہ حافظ قرآن بھی
 تھے حافظہ ایسا قوی رکھتے تھے کہ ورق کے ورق
 اور صفحہ کے صفحہ کتب درسیہ کے حفظ یاد تھے۔ اور بڑے
 بڑے قصیدے ایک دفعہ سننے سے یاد کر لیتے تھے

۱۱۳۰ھ کو دلی میں وفات پائی۔ اور میتی میں جا کر مدفون ہوئے۔ تفسیر احمدی کہ جو ان آیات کی تفسیر ہے جن سے مسائل فقہیہ مستنبط ہوتے ہیں۔ اور نور الانوار شرح منار اصول فقہ میں انکی تصنیفات سے ہیں +

سید عبدالجلیل ابن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی

ان کا مولد بلگرام ہے۔ ۱۱۳۰ھ میں تیرھویں سوال کو یہ عالم بے نظیر پیدا ہوا۔ بچپن سے گذر کر سن شعور کو پہنچا تو تحصیل علم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اکثر علماء کا ملین سے کتب درسیہ کو تمام کیا۔ حدیث سید مبارک بلگرامی سے پڑھی۔ طریقہ میں غلام نقشبند لکھنوی کے مرید ہوئے۔ یہ علم ادب میں خوب

دخل رکھتے تھے۔ اور عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی۔
 چاروں زبانوں میں خوب گفتگو کرتے تھے۔ ہر ہر
 شعر پر مضمون کہتے تھے۔ انہوں نے تلاش معاش
 میں دکن کا سفر کیا آخر کار عالمگیر سے ۱۱۱۲ھ میں گجرات
 کی بخشی گری اور واقع نگاری لی۔ پھر ۱۱۱۶ھ میں
 شہر بھکر۔ اور سیوستان کی بخشی گری اور سوانخ نگاری
 ملی۔ پھر ۱۱۲۶ھ میں یہاں سے شاہجہاں آباد چلے آئے
 یہاں بھی فرخ سیر کی خدمت میں رہنے لگے۔ پھر استعفا
 دے کر ۱۱۳۲ھ میں شاہجہاں آباد سے بلگرام چلے آئے
 پھر دو بارہ ۱۱۳۴ھ میں شاہجہاں آباد گئے۔ اور تیسویں
 ربیع الاول ۱۱۳۸ھ کو وہیں انتقال کیا۔ جنازہ بلگرام
 لیجا کر دفن کیا گیا۔

سید علی بن سید احمد بن سید معصوم دشتکی

شیرازی

یہ بڑے مشہور ادباء شعراء اور کالمین علماء و فضلا
 میں سے ہیں شیراز میں مدرسہ منصور یہ شعراء ان کے دادا
 میر غیاث الدین منصور کی طرف منسوب ہے۔ کہتے
 ہیں کہ جب شاہ عباس ثانی صفوی کی بہن نے زیارت
 حرمین شریفین کا ارادہ کیا۔ شاہ عباس نے سید معصوم
 کو اپنی بہن کے ساتھ مناسک حج سکھانے کے لئے
 روانہ کیا۔ جب کہ تعلیم و پروردے میں مشکل معلوم ہوئی
 تو بیگم نے سید معصوم سے کفو میں جان کر نکاح کر لیا۔
 جب زیارت حرمین سے مشرف ہو چکے تو بخمال ناراضی

شاہ عباس وطن جانا مناسب نہ سمجھا۔ اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی۔ نہیں پر سید احمد اسی بیگم سے پیدا ہوئے جو علوم مروجہ حاصل کر کے مدارج کمال کو پہنچے میر محمد سعید جو ہندوستان کی تاریخ میں میر جملہ کے نام سے مشہور ہیں ابتدا میں قطب شاہ عبداللہ بادشاہ گولکنڈہ کی سرکار میں وزیر تھے۔ انکی دولٹ کیاں تھیں۔ ان کا نکاح کرنے کے لئے سید احمد۔ اور سید سلطان کو وہ بھی سادات مکہ سے تھے بہت سامال بھیج کر بلایا۔ قطب شاہ کے بھی فقط دو بیٹیاں ہی تھیں اُس نے کہا کہ ان سے تو میں اپنی لڑکیوں کی شادی کرونگا۔ میر جملہ نے جب یہ دیکھا تو ناراض ہو کر عالمگیر کے پاس چلا گیا اور قطب شاہ نے اپنی ایک بیٹی سید احمد سے بیاہ دی۔ سید احمد اور سید سلطان میں کچھ رنجش تھی۔ سید احمد اور انکی بیوی کو

یہ منظور نہ تھا کہ دوسری بیٹی سید سلطان سے بیاہی جائے
جب قطب شاہ نے دوسری لڑکی کی شادی کا سامان مہیا
کیا۔ اور تارینچ نکاح مقرر ہو گئی۔ تو سید احمد نے کہلا
بھیجا کہ اگر تم نے سید سلطان سے دوسری لڑکی کی شادی
کی تو میں عالمگیر کے پاس چل دوں گا اور تمہارے اوپر آفت
لاؤں گا۔ یہ بات سُن کر قطب شاہ حیران رہ گیا اور بعد مشورہ
اراکین دولت ابوالحسن سے دوسری بیٹی کی شادی کر دی
سید سلطان حمام میں تبدیل لباس کے لئے گئے ہوئے
تھے۔ جب یہ حال اُنکو معلوم ہوا تو تمام شادی کے
کپڑے جلادئے۔ اور عالمگیر کے پاس چلے گئے۔ سید احمد
کے قطب شاہ کی بیٹی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ مکہ میں جو
انکی پہلی بیوی تھیں اُن سے مدینہ منورہ میں ہفتہ کے
دن پندرہویں جمادی الاول ۱۰۵۲ھ کو سید علی پیدا

ہوئے۔ اور مکہ معظمہ سے ہفتہ کی شب چھٹی شعبان ۱۰۶۶ھ
 کو دکن کی طرف چلے۔ جمعہ کے دن ۲۲ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ
 کو گوکنڈہ پہنچے۔ جب قطب شاہ کے مرنے کے بعد
 ابوالحسن بادشاہ ہوا اور اُس نے سید احمد کی اولاد کو
 قتل کرنا شروع کیا تو سید علی اُس کی قید سے نکل کر عالمگیر
 کے پاس چلے گئے۔ عالمگیر نے انکو ہزاری اور پانصدی
 کا منصب اور تین سو سوار دو اسپہ عنایت کئے۔ اور
 سید علی خاں کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ جب عالمگیر
 احمد نگر گیا تو یہ اورنگ آباد کی حفاظت میں مدت تک
 رہے۔ پھر قلعہ ماہور کی حکومت حاصل کی وہاں سے
 استعفا دے کر دیوانی برہان پور کی لی۔ ایک مدت تک
 یہاں رہے آخر عالمگیر سے مرخص ہو کر عنتبات عالیات
 کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ اور شیراز پہنچ کر مدرسہ

منصوریہ میں درس دینے لگے۔ وہیں ۱۱۱۱ھ میں داخل
 بحق ہوئے۔ انوار الربیع فی انواع البدیع اور سلفۃ العصر
 اور شرح صحیفہ کاملہ انکی تصنیفات سے ہیں۔

سید محمد ابن سید عبد الجلیل بلگرامی

یہ ۱۱۰۱ھ چودھویں ربیع الاول کو بلگرام میں پیدا ہوئے
 ادب انہوں نے اپنے والد سے حاصل کیا اور علوم
 میں سید طفیل محمد کے شاگرد تھے۔ فرخ سیر نے انکو انکے
 باپ کی جگہ بھکڑ اور سیوستان کی بخشش گری اور سوانح نگاری
 عطا کی۔ ۱۱۴۳ھ میں وہاں سے بلگرام رخصت پر گئے۔
 اور ۱۱۴۵ھ میں پھر بھکڑ اور سیوستان چلے آئے۔ جب
 نادر شاہ ہندوستان کی طرف آیا اور سندھ پر قابض ہو گیا
 تو یہ بلگرام چلے گئے۔ اور ۱۱۶۵ھ آٹھویں شعبان کو بلگرام

میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

سید سعد اللہ سلونی

مولدان کا موضع سلون ہے۔ شیخ پیر محمد سلونی کے پوتے ہیں۔ صغرنی میں یہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں میں فراغت حاصل کی۔ پھر تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے۔ انہوں نے اپنے باپ سے طریقہ شطار بہ اختیار کیا جس کا سلسلہ شیخ محمد غوث سے ملتا ہے۔ یہ زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے۔ اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ شیخ عبداللہ بصری مکی صاحب ضیاء الساری شرح صحیح بخاری نے ان سے طریقہ اختیار کیا اور لوگوں نے بھی انکی شاگردی اور اخذ طریقہ کیا۔ حرمین سے جب لوٹے تو بندر سرہ میں

رہنے لگے۔ اور مرجعِ انام بنے۔ ستائیسویں جمادی الاول
۱۳۸۱ھ میں وہیں انتقال کر گئے اور سرہ میں مدفون ہوئے۔

سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ بلگرامی

یہ ساتویں ذی الحجہ ۱۰۷۳ھ کو اترولی میں پیدا ہوئے
سات برس کی عمر میں ہی اپنے چچا سید احسن اللہ کے
ساتھ شاہجہاں آباد آ کر تحصیل علم کرنے لگے۔ ابتدائے
تحصیل میں شرح جامی تک اپنے چچا سے پڑھتے رہے
پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے لئے بلگرام آئے
چھوٹی چھوٹی کتب درسیہ سید مرزئی بلگرامی اور سید سعد اللہ
بلگرامی سے اور متوسطات علامہ بزدوی قاضی علیم اللہ
کجندوی وغیرہ سے اور انتہا کی کتابیں سید قطب الدین
شمس آبادی سے پڑھیں۔ تحصیل سے فراغت حاصل

کر کے بلگرام کارہننا اختیار کیا۔ اور ستر برس تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ انہوں نے اول ہی عمر سے دُنیا کو ترک کر دیا تھا بلکہ دُنیا سے دلی نفرت رکھتے تھے تجرد پسند تھے۔ کبھی کوئی مکان نہیں بنایا۔ ان کے والد نے ان سے کہا کہ تم شادی کر لو کہ میری نسل اور نام باقی رہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو لوگ مر گئے انہوں نے بھی بقاء نام کے لئے نکاح کئے مگر کسی کا نام اب باقی نہیں۔ مجھ کو اس امر کی طرف رغبت نہیں۔ والد بھی یہ سُن کر خاموش ہو رہے۔ یہ ۱۹۱۵ء چودھویں ذی الحجہ کو بلگرام میں انتقال کر گئے اور سید عبد الجلیل کے پاس مدفون ہوئے

شیخ نور الدین ابن شیخ محمد صالح احمد آبادی

یہ بڑے عالم جلیل القدر تھے۔ ملا احمد سلیمانی احمد آبادی

اور ملا فرید الدین احمد آبادی سے علم حاصل کیا ۱۱۴۷ھ
 میں یہ زیارت حرمین شریفین کو گئے۔ اور ایک برس میں
 لوٹ کر آئے۔ اور محبوب عالم احمد آبادی سے طریقہ لیا۔
 اور احمد آباد میں مدرسہ بنا کر درس و تدریس میں مشغول
 ہوئے ان کی چھوٹی بڑی تصنیفات ڈیڑھ سو سے
 زیادہ ہیں۔ بعض ان میں یہ ہیں۔ تفسیر مختصر۔ تفسیر ربانی
 للسیع المثانی۔ بارہ ہزار بیت۔ اور بیت سے مراد باون
 حرف ہیں۔ اور تفسیر ربانی سورہ بقرہ پر۔ تیس ہزار بیت
 حاشیہ اول تفسیر بیضاوی پر۔ نور القاری۔ شرح صحیح بخاری
 حاشیہ قومیہ حاشیہ قدیمہ پر۔ حاشیہ شرح مواقف حل المعاد
 لحاشیہ شرح المقاصد۔ حاشیہ شرح مطلع۔ حاشیہ تلویح۔
 حاشیہ عضدی۔ معول حاشیہ مطول۔ حاشیہ شرح وفاقہ
 حاشیہ شرح ملا جامی۔ حاشیہ منہل۔ حاشیہ شمسیہ۔ شرح

تہذیب المنطق۔ الطریق الامم شرح فصوص الحکم۔ یہ احمد آباد
 میں ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۲۵۵ھ ہجری تیسویں
 شعبان کو انتقال کیا۔ اعظم الاقطاب تاریخ وفات ہوئی۔

مُلَانِطَامُ الدِّینِ ابْنِ مُلَاقُطِبِ الدِّینِ شَہِیدِ سَہَاوِی

اول اول انہوں نے کتب درسیہ مختلف علماء سے
 پڑھیں۔ پھر شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے اعلیٰ درجہ
 کی کتابیں پڑھ کر تحصیل سے فارغ ہوئے۔ تمام عمر
 اپنی درس و تدریس میں صرف کی۔ یہاں تک کہ رئیس علمائے
 پورب ہوئے۔ شیخ عبدالرزاق باسوی سے طریقہ سلوک
 اختیار کیا۔ یہ نویں جمادی الاول ۱۲۶۱ھ میں فوت ہوئے
 ان کی بعض تالیفات سے یہ ہیں۔ حاشیہ صدر۔ شرح
 مسلم الثبوت اصول فقہ میں +

شیخ محمد حیات سندھی مدنی

ملک سندھ میں ایک قوم چاچرا کہلاتی ہے۔ شیخ اسی میں سے تھے۔ بچپن کی تعلیم کے بعد کمال شباب میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے۔ زیارات سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ کو وطن بنایا۔ اور شیخ ابوالحسن سندھی سے جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ پڑھنا شروع کیا شیخ عبداللہ سالم بصری سے خطا بصری میں اجازہ حاصل کیا اور تمام عمر حدیث محمدی کے درس میں مشغول رہے عرب و عجم کے بہت سے لوگوں نے ان سے فائدہ عظیم اٹھایا۔ یہ مسجد معلیٰ میں نماز صبح کے بعد وعظ بھی کیا کرتے تھے۔ چھبیسویں صفر ۱۱۶۳ھ کو انہوں نے انتقال کیا اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

شیخ عبداللہ ابن شیخ سالم بصری مکی

یہ ۱۰۲۹ھ میں چوتھی شعبان کو پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر مولینا ضیاء الدین شیخ محمد بابلی شیخ عیسیٰ مغربی اور قاضی تاج الدین مالکی سے علم حاصل کیا۔ ان کے کمال کا شہرہ تمام ملک میں پھیل گیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ مکہ معظمہ میں ریاستِ تعلیم انہیں کو حاصل ہوئی انہوں نے خاص خانہ کعبہ میں دو مرتبہ صحیح بخاری پڑھائی۔ ایک مرتبہ جب کہ احمد بیگ عمارت خانہ کعبہ ۱۰۰۹ھ میں بنواتے تھے۔ دوسری مرتبہ جب کہ عوض بیگ ایک دروازہ نیا بنواتے تھے۔ انہوں نے ۱۰۳۴ھ میں چوتھی رجب کو انتقال کیا۔ اور علی بن مدون ہوئے۔ ضیاء الساری شرح صحیح بخاری نام تمام انکی تصنیف

باقی ہے۔

سید محمد یوسف ابن سید محمد اشرف بلگرامی

یہ اکیسویں شوال ۱۱۱۶ھ میں پیر کے دن بلگرام میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کتب درسیہ سید طفیل محمد اترولوی سے۔ لغت اور سیر نبویہ اپنے دادا سید عبد الجلیل بلگرامی سے۔ عروض اور قوافی اور کچھ ادب سید محمد بلگرامی سے حاصل کیا۔ یہ اور سید غلام علی آزار، معاصر اور ہم سبق تھے خدا کی شان ہے کہ ایک خاک سے دو پھول کھلیں اور اس طرح ہماک پھیلائیں۔ یہ بات آج میسر نہیں۔ انہوں نے ریاضی ہندسہ وغیرہ بھی بعض علماء شاہجہا آباد سے حاصل کیا تھا۔ سید لطف اللہ بلگرامی کی انہوں نے بیعت کی تھی ان سے ہی طریقہ قادر یہ اختیار کیا تھا

انہوں نے ۱۱۷۲ھ میں جمعرات کے دن دوسری جمادی الاخریٰ کو وفات پائی۔ اور اپنے دادا عبد الجلیل کے پاس بلگرام میں مدفون ہوئے۔ کتاب فرع النابت من الاصل الثابت توحید شہودی میں انکی تصنیف ہے

سید قمر الدین حسینی اورنگ آبادی

ان کی اسلاف میں سے سید ظہیر الدین ملک خجند سے ہندوستان چلے آئے تھے۔ یہاں آکر امن آباد میں سکونت اختیار کی تھی۔ ان کے پوتے سید محمد امن آباد سے دکن چلے گئے۔ انکے بیٹے سید عنایت اللہ نے بالاپور میں سکونت اختیار کی۔ یہ ۱۱۷۲ھ میں انتقال کر گئے۔ سید قمر الدین ان کے پوتے اور سید منیب اللہ کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے علوم عقلیہ اور نقلیہ کو کمال

پر پہنچایا۔ قرآن شریف حفظ کیا۔ اور اپنے والد سے
نقشبندیہ طریقہ اختیار کیا۔ پھر فقرا اور صلحا کے شوق
زیارت میں اورنگ آباد آئے پھر آٹھویں سوال کو
۱۱۵۵ھ میں اورنگ آباد سے شاہجہان آباد آگئے۔

۱۱۵۶ھ میں شاہجہان آباد سے سرہند پہنچے۔ مجدد
ثانی کی قبر سے برکت حاصل کی۔ پھر لاہور گئے۔ پھر
اسی برس لاہور سے شاہجہان آباد لوٹ آئے۔ کچھ
روز یہاں قیام کیا۔ اٹھارھویں ذی الحجہ کو سب زندگور
میں شاہجہان آباد سے دکن کو چل دئے۔ ۱۱۵۸ھ میں
شروع ربیع الاول کو بالاپور پہنچے۔ یہاں سے پھر اورنگ آباد
چلے گئے۔ ۱۱۶۷ھ میں بیسویں جمادی الاول کو اورنگ آباد
سے زیارت حرمین شریفین کے ارادے بھیری گئے۔
یہاں سوا اپنے دو بیٹوں میر نور الہدیٰ اور میر العلاء کے

اور سب متعلقین کو چھوڑ کر بندر سرہ میں پہنچ کر جہاز پر سوار ہو گئے۔ اور سترھویں ذیقعد سنہ مذکور کو مدینہ منورہ پہنچ کر زیارت نبوی سے سرفراز ہوئے۔ یہاں کے علماء وغیرہ نے انکی بہت عزت کی۔ بائیسویں ماہ مذکور کو یہاں سے مکہ معظمہ کی طرف چلے اور چوتھی ذی الحجہ کو وہاں پہنچ گئے۔ حج و عمرہ ادا کیا۔ چوبیسویں کو مکہ معظمہ سے چلے۔ اور گیارھویں محرم کو جہاز پر سوار ہو کر بمبئی کی طرف روانہ ہوئے۔ اتفاق سے جہاز ران نے غلطی کی اور جہاز سرانڈیپ جا پہنچا۔ وہاں سے آخر جمادی الاخریٰ ۱۱۴۵ھ کو بمبئی میں پہنچا کہ جہاں پر یہ اہل عیال چھوڑ گئے تھے۔ انکو ہمراہ لیکر سنہ مذکور میں تیسویں شعبان کو اورنگ آباد میں پہنچے۔ یہ ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ۱۱۹۳ھ میں دوسری ربع الاول

کو انتقال کیا اور اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔
 موت العلماءِ نلمہ تاریخ وفات ہوئے۔ مظہر النور
 مسئلہ وجود میں ان کی کتاب لاثانی ہے۔

میر نور الہدیٰ ابن سید قمر الدین اورنگ آبادی

یہ ۱۱۵۷ھ میں سترھویں ربیع الاول کو اورنگ آباد
 میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے کسب علوم کیا طریقہ
 نقشبندیہ بھی انہیں سے لیا۔ یہ سولہ برس کی عمر میں
 فاضلِ اجل ہو گئے تھے اس پر قرآن بھی انہوں نے
 حفظ کیا تھا۔ اپنے والد کے ساتھ حج و زیارت بھی
 کرائے تھے۔ آخر عمر اورنگ آباد میں پہنچ کر درس
 تدریس میں مشغول رہے۔ اپنے والد کی کتاب مظہر النور
 پر انہوں نے شرح لکھی ہے۔

سید غلام علی آزاد ابن سید نوح بلگرامی
 یہ بلگرام میں ۱۱۶۱ھ پچیسویں صفر کو پیدا ہوئے
 انہوں نے کتب درسیہ سید طفیل محمد بلگرامی سے
 لغت اور سیر محمدیہ سید عبد الجلیل بلگرامی سے عروض و
 قوافی اور کچھ علم ادب سید محمد بلگرامی سے پڑھا۔ سلسلہ
 سلوک میں سید لطف اللہ بلگرامی سے بیعت کی۔
 ۱۱۵۱ھ میں تیسری رجب کو زیارت حرمین شریفین
 کا قصد کیا۔ پہلے مکہ معظمہ پہنچے وہاں ایک دن رہ کر
 مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ اور پندرہویں صفر کو زیارت
 سے مشرف ہوئے۔ وہیں پر شیخ محمد حیات سندھی
 سے صحیح بخاری پڑھی صحاح ستہ کا اجازہ حاصل کیا پھر
 مدینہ منورہ سے چودہویں شوال کو مکہ معظمہ کا حج کے لئے

ارادہ کیا۔ حج کر کے آخر ربیع الاخر کو ۱۱۵۲ھ میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ماہ جمادی الاول کی انتیسویں کو بندر سرہ میں پہنچے۔ یہاں پانچ مہینے رہ کر گیا رھویں ذیقعد کو یہاں سے اورنگ آباد کی طرف چل کر تینتیسویں کو وہاں پہنچے۔ یہاں شاہ مسافر عجدوانی کر یہ میں سات برس تک مقیم رہے ۱۱۵۹ھ میں نواب نظام الدولہ ناصر جنگ ابن نواب نظام الملک آصف جاہ سے ان کی موافقت ہو گئی۔ اُس کے نزدیک جو انکا مرتبہ تھا وہ کسی شخص کا نہ تھا۔ کسی وقت بھی ان کو جُدا نہ ہونے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۱۶۴ھ میں مارا گیا لیکن انہوں نے اپنی حالتِ فقر کو بدلنا نہ چاہا اور نظام الدولہ سے کوئی عہدہ نہ طلب کیا اگر چاہتے تو ہر ایک عہدہ مل سکتا تھا۔ ضو، الدراری شرح صحیح بخاری آخر کتاب

زکاہ تک۔ اور تسلیہ الفواد۔ اودود یوان۔ اور
 سبحہ المرجان فی آثار ہندوستان ان کی عربی تصنیفات
 میں یہ بیضا سر و آزاد اور خزانہ عامرہ یہ تینوں تذکرہ
 علماء توران و ایران و ہندوستان میں تذکرۃ الاولیاء اور
 اور ماثر الکرام تاریخ بلگرام فارسی تصنیفات ہیں۔

خاتمہ

جہاں قبلہ و کعبہ کی اور تصانیف کے شائع کرنا مجھے فخر حاصل ہے۔ وہاں
 اس تذکرہ کی وجہ سے شرمندہ بھی ہوں۔ انکی شیریں بیانی کے سامنے اسکی ردھی
 پھسکی زبان کس طرح پیش کروں؟ خدا جانے لوگ کیا سمجھیں گے اور کیا کیا کچھ نہ کہیں گے
 مگر حقیقت یوں ہے کہ انکے بستوں میں یہ چھوٹا سا رسالہ بھی ملا۔ اول میں نے
 اسکو کئی دفعہ خود پڑھا پھر اور علمی مذاق رکھنے والے حضرات کو دکھایا۔ مگر

آج کل ہم لوگ مذہبی علوم سے استغناء دور ہو گئے ہیں کہ کسی نے بھی ڈھب کی بات نہ بتائی۔ اسی عرصہ میں میرا جانا دہلی ہو گیا۔ چونکہ یہ خیالات تازہ تھے۔ چند رسالہ اور یہ تذکرہ بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو بھی دکھایا۔ انہوں نے اسکو پسند کیا اور کئی بار فرمایا کہ اسکو ضرور چھپو اور۔ سب سے زیادہ یہ کہ اپنی عادت کے خلاف ایسا دیباچہ لکھا جسکو حقیقت سے تعلق ہے۔ ورنہ آج ہر کس دناکس اپنی کتاب اٹھائے لئے جاتا ہے کہ حضرت دیباچہ لکھ دیکھئے۔ قہر اُد جبراً وہ کتاب کو پڑھتے بھی ہیں اور ہر کتاب میں چند خصوصیات بھی ضرور ہوتی ہیں۔ وہ انہیں کو اپنی جادو بیانی سے دیباچہ بنا دیتے ہیں۔ کچھ مصنف کی قابلیت کی تعریف ہو جاتی ہے، کچھ اور غرض کہ دیباچہ تیار ہو جاتا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ تذکرہ علما کا دیباچہ اپنی شان میں سب سے زالا ہے اور خواجہ صاحب نے جو حق ہے ادا کر دیا ہے۔ اگر مجھے کبھی کچھ لکھنا آگیا تو ضرور ایسا ہی دیباچہ لکھا کر دوں گا۔

ادہوں میں کہاں سے کہاں آگیا۔ مطلب کی بات یوں ہے کہ اس مختصر تذکرہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولینا نے تحصیل علم کے زمانہ میں یا مختلف

کتابوں کے مطالعہ کرتے وقت جس عالم کے حالات پڑھے ہیں اسکا کچھ نہ کچھ حال اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا ہے اسی وجہ سے تذکرہ کی ترتیب میں کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا اور یہ سب کچھ شاید اسی خیال سے ہو کہ کبھی سب کے حالات سمیٹ کر ایک ضخیم تذکرہ لکھتے۔ کیونکہ ان لفظوں میں لکھے ہوئے تذکرہ میں ہی جامعیت مطلب حالات دسواں پر عبور معلوم ہوتا ہے۔ اب ہا یہ امر کہ میں ایسی جرات کیوں کر رہا ہوں کہ بے سرد پار سالہ چھپوانے بیٹھ گیا ہوں تو اول تو مولینا کا ایک ایک حرف خواہ ابتدائی ہو یا انتہائی ضائع کر نیکے قابل نہیں۔ دوسرے اردو میں آج کل ہندوستان بھر میں جس قدر کتابیں چھپتی ہیں کام کی کتابیں شاید انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں۔ پھر ان میں اردو دان حضرات کے لئے مذہبی دلچسپی تو الہ ہی الہ ہے۔

یہ رسالہ بھی اگرچہ قابل دلچسپی نہیں نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا معیار دلچسپی ہی بدل گیا ہے۔ مگر پھر بھی ذکرِ عیش بہ از عیش سمجھ کر ہی ہمارے مسلمان نوجوان دیکھیں کہ مذہبی معلومات حاصل

کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے کیسی کیسی جانفشانیاں اور
 عرقریزیاں کی ہیں اور پھر کن مدارج و مراتب پر فائز ہوئے ہیں۔ خدا
 کرے کہ پھر ایک دفعہ مذہبی علوم کی ہوا چلے اور گھر گھر علم کے دریا
 بہتے دکھائی دیں اور آج جس طرح ہماشما کی سوانح عمریاں دھڑا دھڑ
 لکھی جاتی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح علما کی قابل تقلید زندگیوں
 بھی کاغذ کے جامہ میں علم و اخلاق کا سبق دیں +

دعا کا محتاج

طاہر نبیرہ حضرت آزاد مرحوم

تبرکاتِ آزاد

۱۲	در بارِ اکبری ..	۱۷	نیزنگ خیال حصہ دوم ..
۱۰	آبِ حیات ..	۱۰	جانورستان ..
۱۰	نگارستانِ فارس	۱۰	مجلد مطلقہ معمولی سے
۱۲	سنخندانِ فارس ..	۱۲	آموزگار پارسی ..
۱۸	دیوانِ ذوق سے	۱۸	نظمِ آزاد ..
۱۸	دیوانِ غالب ..	۱۸	نصیحت کا کرن پھول ..
۱۵	سیرِ ایران کا	۱۵	مجموعہ مکتوباتِ آزاد ..
	مجموعہ مکتوباتِ آزاد		زیر طبع
	ڈرامہ اکبری ..		پری پرواز ..
	نیزنگ خیال حصہ اول ..		گیتانِ جلی ..

ملنے کا پتہ:- آغا محمد طاہر نمبر ۹ حضرت آزاد- اکبری منڈی لاہور

